- واٹس ایپ پر مبیعہ کی تصویر دیکھنے سے خیار رؤیت
- عیب پانے کی صورت میں صرف نقصان کی رقم وصول کرنا
- اوصاف نہ ہونے کی صورت میں رقم وصول کرنا
- آن لائن خریداری میں ایجاب (OK) کے بٹن پر کلک کرنا
- سوشل میڈیا پر علما کرام کا وعظ
- کیا ڈیجٹل تصویر تصویر ہے؟
- ڈیجٹل تصویر کو مشابہ عکس کہنا

## الاستفتاء

کیافرماتے ہیں علماء کرام مسائل ذیل کے بارے میں:

* WatsApp میں مبیعہ کی تصویر دیکھنے سے خیارِ رؤیت ختم ہو گی؟

اور اگر مبیع میں مطلوبہ اوصاف ناپید ہوں، واپسی کی صورت میں مشتری پر زیادہ خرچہ آئے گا، کیا از روئے مشتری صرف رجوع بالنقصان (چیز میں ناپید اوصاف کا عوض طلب کرنا) کر سکتا ہے؟

* کیا آن لائن خریداری میں بائع کی طرف سے سکرین پر موجود چیز پر خریدار کا "ok" پر کلک (بٹن دبانا) کرنا قبول شمار ہو گا، یا صرف ایک پیشکش ہے جو مالک کی طرف سے خریدنے کی دعوت ہے؟
* کیا سوشل میڈیا "social media" پر علماء کرام کا وعظ اور نصیحت درست ہے؟

الجواب حامداومصليا

مبیعہ (خریدی ہوئی چیز) کی تصویر کو واٹس ایپ، یا کسی اور الیکٹرونک میڈیا "electronic media" کے ذریعے دیکھنے سے خیار رؤیت ختم نہیں ہوتی ہے۔

واضح رہے:

سکرین کی شعاعیں پڑنے سے شئے کی اصل حقیقت سامنے نہیں ہوتی ہے اور فقہاء کرام نے سابقہ دور میں ایسی مثالیں پیش کی ہیں، جن سے سکرین پر تصویر سے خیار رؤیت ساقط نہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

"ولو اشترى دهنا في قارورة فرأى خارج القارورة فعن محمد روايتان: روى ابن سماعة عنه أنه لا خيار له؛ لأن الرؤية من الخارج تقيد العلم بالداخل، فكأنهرآه وهو خارج.وروي عنه أن له الخيار؛ لأن العلم بما في داخل القارورة لايحصل بالرؤية من خارج القارورة؛ لأن ما في الداخل يتلون بلونالقارورةفلا يحصل المقصود من هذه الرؤية..."

**(بدائع الصنائع:خيارالرؤية)**

<u>"لأن ما في الداخل يتلون بلون القارورة فلا يحصل المقصود من هذه الرؤية..."</u>

<u>مذکورہ عبارت موجودہ دور کی سکرین پر منطبق ہوسکتی ہے، کیونکہ قارورہ (شیشہ) کے اندر سے اتنی روشنی منعکس نہیں ہوتی ہے، جتنی روشنی سکرین کے اندر سے تصویر پر منعکس ہوتی ہے۔ اور پھر خاص کر جب اس کی روشنی تیز کر کر خریدار کو پھنسانا مقصود ہو۔</u>

"ولو اشترى دهنا في قارورة فنظر إلى القارورة ولم يصب الدهن على راحته أو على أصبعه فهذا ليس برؤية عند أبي حنيفة - رحمه الله تعالى –كذا في الخلاصة.ولو رأى ما اشتراه من وراء

زجاجة أو في مرآة أو كان المبيع على شفا حوض فنظره في الماء فليس ذلك برؤية وهو على خياره كذا في السراج الوهاج.ولو اشترى سمكا في الماء يمكن أخذه من غير اصطياد فرآه في الماء قال بعضهم: لا يسقط خياره وهو الصحيح هكذا في فتح القدير."

## (الفصل الثانی فیماتکون رؤیۃبعضہ....)

خیار رؤیت حاصل ہونے کے بعد اگر گاہک واپس کرنا چاہے، تو بسااوقات بہت سارا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور پھر خاص کر جب بیرون ملک خرید وفروخت ہو اور یا اندرون ملک ہو، لیکن گڈز کمپنی کا خرچہ زیادہ ہو، تو اسی صورت میں حنابلہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا، کہ اگر مطلوبہ چیز میں عیب یا مطلوبہ اوصاف نہ ہوں، تو محض خیارؤیت کی بناپر واپس نہیں کرسکتا ہے، جب کہ خرچہ نہ آنے کی صورت میں احناف کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا محض خیارؤیت کی بناپر واپس کرسکتا ہے۔

چنانچہ "فقہ البیوع" میں لکھتے ہیں:

"أماخیار الرؤیۃ ،فانما یثبت اذاوقع العقد علی شیئ غائب ،وھوحق یتخیربہ المتملک بین فسخ العقد أوامضاءہ عندرؤیۃ المعقودعلیہ ،ولاخیارللمشتری فی الفسخ قبل الرؤیۃ ،أمابعدالرؤیۃ ،فللمشتری الخیارمطلقا فی البیوع المحلیۃ ،أمااذاکان البیع بین بلدین عن طریق الشحن البری أوالبحری أوالجوی،فخیار المشتری مشروط بان یجدالبمیع مخالفا لتلک المواصفات ،ولاخیارلہ ان وجدھا مطابقۃ لھا۔"

**(خیارالرؤیۃ:ج۲،ص۱۱۷۹)**

<u>عیب پانے پر یا مطلوبہ اوصاف موجود نہ ہونے پر صرف نقصان کی رقم وصول کرنا:</u>

اگر عیب کی صورت میں چیز واپس کرنے سے مشکلات ہو اور یا زیادہ خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو، تو بائع اور مشتری باہمی رضامندی سے مبیعہ میں نقصان کی تلافی تاوان دینے کی صورت میں کرے، تو جواز کے لیے آپس کی مصالحت شرط ہے۔

قال فی" فقہ البیوع":

"مقتضی خیارالعیب أن المشتری لہ ان یرد المبیع الی البائع،ویطالبہ برد الثمن ،الاأن یصطلح المتبایعان علی أن یمسک المشتری المبیع ،ویحط البائع من الثمن بقدر مانقص العیب من قیمۃ المبیع ،أوبمایتراضیان علیہ ،بشرط أن یکون تابعا لشروط الصلح الشرعیۃ۔"

**(ج۲،ص۱۱۸۰)**

<u>**اوصاف نہ ہونے کی صورت میں:**</u>

واضح رہے: اوصاف نہ ہونے کی صورت میں چیز اس وقت واپس کر سکتا ہے، جب مطلوبہ اوصاف دوران بیع لازم قرار دیے گئے ہوں، تو یہاں بھی باہمی رضامندی اور مصالحت سے رجوع بالنقصان کر سکتا ہے۔

"أن يكون الوصف المرغوب فيه مشروطافي العقد.....ومقتضى خيارفوات الوصف أنه يحق للمشترى عندفقدان الوصف المشروط أن يرد المبيع ويسترد الثمن .أماإذاتعذرالردلمانع من موانع الردفى خيار العيب،فله مطالبة فرق القيمة بين الموصوف بذلك الوصف،وبين غير الموصوف."

**(فقه البيوع:ج۲،ص۱۱۸۴)**

__یاد رہے__:

یہ فتوی ضرورت کی بناء پر دیا جاسکتا ہے،ورنہ خیار عیب کی صورت میں کتب فقہ میں دو ہی اختیار ہے، یا مبیعہ واپس کرے اور یا عیب کے ساتھ رکھنے پر راضی ہو جائے۔

❖ __آن لائن خریداری میں ایجاب پر کلک کرنا:__

آن لائن خریداری میں گاہک کا صرف ok بٹن پر click کرنے سے قبول شمار نہ ہو گا۔

واضح رہے:

بائع کی طرف سے جو چیزیں ویب پر پیش کی گئی ہیں، یہ دراصل ایک پیشکش ہے، باقاعدہ ایجاب نہیں ہے، بلکہ دعوت ایجاب ہے،اس لیے مشتری کے کلک کرنے سے بائع کو قبول کرنے کا اختیار option موجود ہوتا ہے۔

اور بسا اوقات اس چیز کی صرف تصویر سکرین پر موجود ہوتی ہے، مشتری کے کلک کرنے سے بائع اس کو مہیا کرنے کی تیاری کرتا ہے۔ یہ واضح ثبوت ہے، کہ خریدار کا بٹن پر کلک کرنے سے بیع تام نہیں ہوتی ہے۔

**قال فی "فقه البيوع":**

"ثم الذى يظهرمن الفروع التى ذكرها جمهورالفقهاءفى تفسيرالايجاب والقبول أنهم يتصورون تحقق الايجاب اذاكان موجها الى شخص معين ،أوجهة معينة ،وان كان هذالشرط غيرموجود بهذه الصراحة فى عامة كتب الفقه........والذى يتحصل من كلام الفقهاء كماذكرناأن عرض السلع ليس ايجابا فى عامة الأحوال الااذااتصل به تصريح من البائع يدل على أن عرضة يمثل الايجاب بحيث لايريد لانشاء البيع الا القبول من المشترى ،وبما أن هذاالشرط مفقود فى عامة العروض ؛فانها لاتعد ايجابا ،وانما هى دعوة للشراء.وكذلك الدعوة العامة عن طريق النشرة فى الصحف والمجلات والاعلانات المنشورة عن طريق المذياع ،والتلفزيون ليست ايجابا ،وانما هى دعوة عامة للتعاقد،فان تقدم أحد بايجاب الشراء اعتمادا على هذه النشرات أو الأسعار ،فالبائع له خيارالقبول ،ولايتم البيع الا بقبول منه"

**(المبحث الاول :ج۱،ص ۳۷)**

یادرہے:

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ کے ویب سائٹ پر بھی خریدار کا قبول کرنے سے بیع مکمل نہ ہونے کا فتویٰ دیا گیاہے۔اور ساتھ یہ مثال بھی دی ہے،کہ جیسے بائع نے فروخت کرنے کے لیے چیزیں آویزاں کی ہو،گاہک اس کو صرف اٹھاکر دیکھ لے،تواس کو ایجاب وقبول نہ کہاجائے گا۔

❖ سوشل میڈیا پر علماء کرام کا وعظ ونصیحت:

چونکہ مسئلہ کا تعلق تصویر سے ہے،اگر ڈیجیٹل تصویر تصویر ہو،تواس کاالگ حکم ہوگااور عکس کے مشابہ ہونے پر حکم الگ ہوگا۔

**کیاڈیجیٹل تصویر تصویر ہے۔۔۔۔۔؟**

ذیل میں چند فقہی قواعد لکھے جاتے ہیں:

**قاعدہ:**

غیر منصوص میں منصوص کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

منصوص میں حکم کی علت معلوم کرنا۔

علت کا غیر منصوص میں پایا جانا۔

**قاعدہ:**

ماضی میں جاندار کی شبیہ کی چار قسمیں ہمارے سامنے ہیں:

مورتی اور مجسمہ۔۔۔۔تصویر۔۔۔۔عکس۔۔۔۔ظل اور سایہ۔

اوراب ڈیجیٹل تصویر۔۔۔کہ کیااس سے تصویر کہاجائے،یاعکس اور یاشبیہ عکس۔

**قاعدہ:**

محرم اور مبیح میں تعارض ہوتوترجیح محرم کو ہوتی ہے۔

**قاعدہ:**

جس چیز کی حقیقی علت پر اطلاع مشکل ہو، تو حکم کا مدار سبب ہوتا ہے۔

مثال: سفر میں علت مطلق سفر ہے، چاہے مشقت ہو، یا نہ ہو۔اسی طرح نیند مطلّقا نقض وضو ہے، چاہے استرخاء مفاصل ہو یا نہ ہو۔

**قاعدة:**

احکام کثیرہ کا مدار عرف پر ہونا مسلم ہے۔

علت حرمت منصوص میں: مضاهاة لخلق الله۔

مذکورہ بالا علت ڈیجیٹل تصویر میں پورے طور پر پائی جارہی ہے اور یہ انسان کی صنعت اور اختیار سے ہے۔

"( أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله ) أي يشابهون---"

## (التيسيربشرح جامع الصغيرللمناوى)

"الله موحد ولنبيه عليه السلام مصدق أهو اشد عذابا أم فرعون وآله ؟ فإن قلت : من صور صورة ، قيل : قد قال الله خلاف ذلك : ( أدخلوا آل فرعون أشد العذاب ---) قيل : ليس فى خبر ابن مسعود خلاف للتنزيل بل هو له مصدق ، وذلك أن المصور الذى أخبر النبى عليه السلام أنه له أشد العذاب هو الذى وصفه النبى عليه السلام - فى حديث عائشة بقوله : ( الذين يضاهون خلق الله ) .قال المؤلف : المتكلف من ذلك مضاهاة ماصوره ربه فى خلقه أعظم جرما من فرعون وآله ، لأن فرعون كان كفره بقوله : ( أنا ربكم الأعلى ) من غير إدعاء منه أنه يخلق ولا محالة منه أن ينشىء خلقا يكون كخلقه تعالى شبيها ونظيرا ، والمصور المضاهى بتصويره ذلك منطو على تمثيله نفسه بخالقه ، فلا خلق أعظم كفرا منه فهو بذلك اشادهم عذابا وأعظم عقابا ، وأما من صور صورة غير مضاه ماخلق ربه ، وإن كان بفعله مخطئا ، فغير داخل فى معنى من شاهى ربه بتصويره . فإن قيل : ومالوجه الذى تجعله به مخطئا إذا لم يكن فى تصويرة لربه مضاهيا ؟ قيل : لاتهامه نفسه عند من عاين تصويره أنه ممن قصد بذلك المضاهاة لربه ، إذ كان الفعل الذى هو دليل على المضاهاة منه ظاهرا ، والاعتقاد الذى هوخلاف اعتقاد المضاهى باطن لا يصل إلى علمه راءوه ".

## (شرح بخارى لابن بطال)

"الوجه الأول : أن العلة هي ما في التصوير من مضاهاة خلق الله تعالى وأصل التعليل بذلك وارد في الأحاديث المتقدمة ، كلفظ حديث عائشة رضي الله عنها : الذين يضاهون بخلق الله---الوجه الثاني : كون التصوير وسيلة إلى الغلو في غير الله تعالى بتعظيمه حتى يئول الأمر إلى الضلال والافتنان بالصور ----الوجه الثالث : أن العلة مجرد الشبه بفعل المشركين الذين كانوا ينحتون الأصنام ويعبدونها ، ولو لم يقصد المصور ذلك ، ولو لم تعبد الصورة التي يصنعها ، لكن الحال شبيهة بالحال . كما نهينا عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها--------------الوجه الرابع : أن وجود الصورة في مكان يمنع دخول الملائكة إليه . وقد وردالنص على ذلك في حديث عائشة وحديث علي .-----"

**(الموسوعة الفقهية)**

<u>ڈیجیٹل تصویر کو عکس کا مشابہ کہنا:</u>

عکس میں انسان کی صنعت اور اختیار کا عمل دخل نہیں ہوتا ہے۔اس میں انسان کی کاریگری اور اختیار نہیں ہوتا ہے۔

"(قوله:؛ لأن المرئي مثاله إلخ) يشير إلى ما في الفتح من الفرق بين الرؤية من الزجاج والمرآة، وبين الرؤية في الماء، ومن الماء حيث قال:كأن العلة والله سبحانه وتعالى أعلم أن المرئي في المرآة مثاله لا هو وبهذا عللوا الحنث فيما إذا حلف لا ينظر إلى وجه فلان فنظره في المرأة أو الماءوعلى هذا فالتحريم به من وراء الزجاج، بناء على نفوذ البصر منه فيرى نفس المرئي بخلاف المرأة، ومن الماء، وهذا ينفي كون الإبصار من المرآةوالماء بواسطة انعكاس الأشعة، وإلا لرآه بعينه بل بانطباع مثل الصورةفيهما، بخلاف المرئي في الماء؛ لأن البصر ينفذ فيه إذا كان صافيا فيرى نفس ما فيه، وإن كان لا يراه على الوجه الذي هو عليه، ولهذا كان له الخيار إذا اشترى سمكة رآها في ماء بحيث تؤخذ منه بلا حيلة. اهـ.

وبه يظهر فائدة قول الشارح مثاله، لكنه لا يناسب قول المصنف تبعا للدرربالانعكاس، ولهذا قال في الفتح وهذا ينفي إلخ، وقد يجاب بأنه ليس مرادالمصنف بالانعكاس البناء على القول بأن الشعاع الخارج من الحدقة الواقع على سطح الصقيل كالمرآة والماء ينعكس من سطح الصقيل إلى المرئي، حتىيلزم أنه يكون المرئي حينئذ حقيقته لا مثاله، وإنما أراد به انعكاس نفس المرئي، وهو المراد بالمثال فيكون مبنيا على القول الآخر ويعبرون عنه بالانطباع، وهو أن المقابل للصقيل تنطبع صورته، ومثاله فيه لا عينه، ويدل عليه تعبير قاضي خان بقوله؛ لأنه لم ير فرجها، وإنما رأى عكس فرجها فافهم."

**(الدرالمختاروحاشيہ ابن عابدين:فروع طلق امرء تہ تطليقتين ولھامنہ لبن)**

الانطباع اور تنطبع دونوں سے واضح ہوتا ہے، کہ عکس میں انسان کی صنعت اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔

عکس ہمیشہ ذوالعکس کا تابع ہوتا ہے،جب کہ ڈیجیٹل تصویر میں شبیہ اصل کے تابع نہیں ہوتی ہے،بسااوقات اصل خاک میں مدفون ہوتا ہے،جب کہ شبیہ سکرین پر نظر آرہی ہے۔

فرمان حضرت تھانوی (رحمہ اللہ):

آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا،زوال محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہو جاتا ہے،بخلاف فوٹو کے اور یہ بالکل ظاہر ہے اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے،اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے۔

(امدادالفتاوی:ج۴،ص ۲۵۳)

فرمان مفتی رشید احمد صاحب (رحمہ اللہ):

تصویراور عکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتی ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے، اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہو جاتا ہے۔

(احسن الفتاوی: ج۸، ص۸۸)

ایک دوسری جگہ پر حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں:

اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔

(احسن الفتاوی: ج۹، ص ۸۸)

**ڈیجیٹل تصویر کو شبیہ یا عکس کہنا:**

مارشل برین کی تحقیق کے مطابق ڈیجیٹل کیمرا، کیمکاڈر اور یا ویب کیم دراصل برقی رو کو برقی ذرات میں تبدیل کر کے ان کو فلاپی ڈیسک، سی ڈی اور یا ہارڈ ڈسک پر ریکارڈ کرتے ہیں اور یہ درحقیقت روشنی کی ایک لہر ہے، جو تصویر سے آر پار ہوتی ہے، جس میں تصویر کی گرفت ہی نہیں ہوتی۔

شعاعی مناظر کی معلومات سی ڈی یا چپس وغیرہ میں اس طرح محفوظ ہیں جس طرح آڈیو کیسٹ میں مقناطیسی فیتے پر آوازوں کی صوتی لہریں محفوظ ہوتی ہیں، جنہیں ہم کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ہیں، تاہم بوقت ضرورت جب کسی ٹیپ ریکارڈ یا آڈیو مشین میں رکھ کر کیسٹ کو چلایا جاتا ہے، تو خاص آلہ کی مدد سے صوتی لہریں نکل رہی ہوتی ہیں اور ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ میں کہیں بھی قائم اور ثابت نہیں ہوتیں۔

جواب بزبان احسن الفتاویٰ:

تصویر ہونے نہ ہونے کا اعتبار عرف پر ہونا چاہیے، نہ کہ سائنسی تدقیقات پر۔۔۔۔۔ جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع وغروب کا علم کسی دقیق علم وفن پر موقوف نہیں رکھا، ظاہری وسہل علامات پر رکھا ہے۔

(احسن الفتاوی: ج۹، ص۸۹)

سوال: کوئی حکم شرعی سائنسی تحقیق پر رکھنا درست نہیں، تاہم اگر سائنسی ماہرین سے ایجاد کی حقیقت معلوم کر کے اس کا حکم شرعی معلوم کیا جائے، تو اس میں کونسا حرج ہے؟

جواب: کسی بھی عرف وعادت سے ثابت شدہ شئے کو غلط ثابت کرنے لیے یقینی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

- لہٰذااس کو تأبیر النخل (جیسا کہ فریق دوم نے ڈیجیٹل تصویر کو اس پر قیاس کی ہے۔) پر اس لیے قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ تأبیر النخل کا فائدہ عرف عام، عادت اور مشاہدہ میں مفید ہونا ثابت ہوا، جب کہ اسکرین پر آنے والا منظر انسان کی صنعت اور اختیار سے ہے، تو اس کو کیسا یقینی تصویر سے نکال کر مارشل کی تحیقیق پر منطبق کیا جائے۔
- ڈیجیٹل کیمرامیں روشنی برقی ذرات میں تبدیل ہوکر اور تیزی سے حرکت کرنے کو یہاں تک تسلیم کرنادرست ہے کہ تصویر اسکرین پر ظاہر ہو، لیکن اگر اس کو اپنے اختیار سے باقاعدہ save (محفوظ) کیا جائے اور جب بھی چاہیے پائیدار شکل میں چلائی جائے، تو اس کو تصویر ہی کہا جائے گا۔
- سابقہ کتب میں ایسی نظیریں ملتی ہیں، کہ تصویر کے لیے مجسم ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔

"قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور فى الأحاديث وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء ما كان فى ثوب أو بساط أودرهم أو دينار أو فلس أو اناء أو حائط أو غيرها---"

**(شرح النووى على مسلم:باب تحريم التصوير---)**

<u>"وسواء ما كان فى ثوب أو بساط أودرهم أو دينار أو فلس أو اناء أو حائط أو غيرها---"</u>

<u>اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے، کہ تصویر کسی بھی شکل میں ہو، وہ تصویر ہوتی ہے، لہٰذا ڈیجیٹل تصویر (حقیقت سے اشبہ ہونے کے باوجود) کو شبیہ عکس کہنا قرین قیاس نہیں ہے۔</u>

"قال بن بطال في هذا الحديث دلالة على أنه صلى الله عليه و سلم كان ينقض الصورة سواء كانت مما له ظل أم لا وسواء كانت مما توطأ أم لاسواء في الثيابوفي الحيطان وفي الفرش والأوراق وغيرها---"

(فتح البارى:باب نقض الصور---)

**<u>"سواء فى الثياب وفى الحيطان وفى الفرش والأوراق وغيرها---"</u>**

**اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ تصویر آلات تصاویر کی جدت کے ساتھ جدت اختیار کرجاتی ہے۔**

- چونکہ علت حقیقی کا یقینی علم نہیں ہے، یعنی یہ یقینی نہیں ہے، کہ یہ درحقیقت تصویر ہے، یا روشنی کے ذرات کو محفوظ کر دیا گیا ہے، تو اس کو سفر کی طرح سمجھا جائے گا، یعنی کہ جیسے وہاں علت مخدوش ہونے کے ناطے مطلق مشقت پر حکم کا مدار ہوگا، اسی طرح یہاں بھی حرمت کا مدار مطلق تصویر ہوگا۔
- احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے، کہ اس سے تصویر ہی کہا جائے، کیونکہ یہ بالکل یقینی نہیں ہے، کہ ڈیجیٹل تصوہر شبیہ عکس ہے اور برقی ذرات کو سکرین پر منتقل کیے گئے ہیں۔
- عرف میں بھی تصویر سمجھی جاتی ہے، یہ کہنا عرف میں بانڈز کو انعام کہا جاتا ہے، درحقیقت وہ سود ہے اور یا پراویڈنٹ فنڈ پر اضافہ رقم کو سود کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ انعام ہے۔ لہٰذا یہاں بھی عرف کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔

تو اس کا جواب یہی ہوگا، کہ ان مسائل میں حقیقت واضح ہے، اس لیے عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔ جب یہاں تو مسئلہ پیچیدہ ہے، اور علت حقیقی کا تاحال علم نہیں ہو سکا ہے۔ لہٰذا قیاس درست نہ کیا جائے۔

**سوشل میڈیا پر ویڈیو بیانات:**

- تصویری اور فلمی تبلیغ کے ہم مکلّف نہیں۔
- تبلیغ کے نام پر شریعت کے ایک ایک حکم کو پامال کرنا پڑے گا۔
- بسااوقات فحش ڈرامے اور فلمیں اس آڑ میں دیکھے جاتے ہیں۔

حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ:

ایک مرتبہ آپؒ سے ٹی وی پر تقریر کرنے کی درخواست کی گئی، تو صاف انکار فرمایا:

اس بات کے مکلّف نہیں کہ لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں۔

- اس بات کے مکلّف نہیں کہ ناجائز ذرائع کو اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں۔
- اس کامیابی کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔
- اس طرح تبلیغ کے نام پر دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہو جائیں گے۔
- مذکورہ بالا تحقیق سے تصویر ثابت ہو گئی ،لہٰذا بغیر ضرورت شدیدہ کے علاوہ جواز کا فتوی نہیں دیا جائیگا، ضرورت شدیدہ سے مراد دشمن کو اپنی شرعی سیاسی وجہادی قوت دکھانا ہو اور وہ بھی اس وقت جب ویڈیو پیغام آڈیو پیغام سے بآور ثابت ہو۔

واللہ اعلم بالصواب۔السیدکلیم اللہ الحرمزئی۔